

# بچوں کے خلاف اخلاقی جرائم اور اسلام

مجتبیٰ فاروق<sup>o</sup>

اکیسویں صدی کے پہلے ڈیڑھ عشرے میں بچوں پر مظالم اور جرائم کا گراف وسیع پیمانے پر بڑھ گیا ہے، بلکہ بچوں کے خلاف پیش آنے والے جرائم اور مظالم کا گراف آسمان کو چھونے لگا ہے۔ کہیں درندہ صفات انسان بچوں کو گولیوں سے چھلنی کر کے موت کی نیند سلا دیتے ہیں۔ کہیں مفاد پرست انسانوں نے بچوں کو غلامی سے بھی بدتر زندگی گزارنے پر مجبور کر دیا ہے۔ کہیں بچوں کو جرائم کی طرف زبردستی دھکیلا جاتا ہے۔ کہیں آوارگی، جنسی استحصال، ڈکیتی، چوری اور بالآخر خودکشی پر مجبور کیا جا رہا ہے۔ غرض دنیا کے ہر کونے میں غریب، لاچار اور بے سہارا بچوں کا درندہ صفات انسانوں اور حکومتوں نے جینا دو بھر کر دیا ہے۔ روز سیکڑوں کی تعداد میں ایسے واقعات رونما ہوتے ہیں، جو مظلوم بچوں کے ظلم و استحصال سے متعلق ہوتے ہیں۔ ان واقعات و حادثات اور مظلومیت کی آہوں کا ایک نہ تھمنے والا سلسلہ ہے، جو ہر روز بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

۲۰۱۲ء میں ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اور اقوام متحدہ کی جانب سے کرائے گئے سروے سے اس خطرناک صورت حال کا پتا چلا کہ ۱۳، ۱۴ سال کی عمر، یعنی نویں جماعت میں آنے سے پہلے ۵۰ فی صد بچے کسی ایک نشے کا کم سے کم ایک بار استعمال کر چکے ہوتے ہیں۔ پھر زیادہ تر مزدور بچوں کی عمر ۱۴ سال سے زیادہ نہیں ہے اور ان میں ۱۷ فی صد لڑکیاں ہیں، جن کے جسمانی اور جنسی تشدد کا شکار ہونے کا خدشہ ظاہر کیا گیا ہے۔

جنوب مشرقی ایشیا (بھارت، بنگلہ دیش، پاکستان) کی بات کی جائے تو یہاں ۶۰ فی صد آبادی ۱۸ سال سے کم عمر کی ہے۔ یہاں بچوں کے خلاف جرائم میں، بالخصوص پچھلے چار برسوں کے دوران

o ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی، علی گڑھ

جرائم میں بے حد اضافہ ہوا ہے۔ یہاں کسی حد تک بھارت میں جرائم کے اعداد و شمار پیش کیے جا رہے ہیں، جن سے ملتی جلتی صورت حال پاکستان اور بنگلہ دیش میں بھی پائی جاتی ہے:

انڈین نیشنل کرائم ریکارڈ بورو کے مطابق ۲۰۱۴ء میں بچوں کے خلاف جرائم کے مقدمات ۹۰ ہزار درج کیے گئے۔ جس میں ۳۷ ہزار اغوا کے اور ۱۴ ہزار ریپ سے متعلق ہیں۔ ایک اندازے کے مطابق ۴۳ لاکھ بچوں کو انتہائی جفاکشی سے زبردستی مزدوری کروائی جا رہی ہے۔ اسی رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ ۹۸ لاکھ بچے ایسے بھی ہیں جنہوں نے اسکول کا دروازہ تک نہیں دیکھا ہے جن میں ۸۰ فی صد کارخانوں اور کھیتوں میں کام کرتے ہیں۔ ان بچہ مزدوروں کی تعداد تقریباً ۶ کروڑ تک ہو سکتی ہیں۔ گلیوں میں کوڑا دان، گداگری وغیرہ سے اپنا پیٹ پالتے ہیں۔ بچوں کے جنسی استحصال، ہراساں کرنے اور ان کے ساتھ چھیڑ چھاڑ کرنے کا سلسلہ بھی تیزی سے بڑھ رہا ہے۔ ’کیر انڈیا‘ نامی ایک غیر سرکاری تنظیم کے سروے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ ۵۲ فی صد طالبات سے مردوں نے زبردستی چھیڑ چھاڑ کی حرکتیں کی ہیں۔ چھیڑ چھاڑ کے یہ واقعات زیادہ تر بس اسٹینڈ، اسکول اور کالج کے راستے اور احاطے میں پیش آئے۔ (روزنامہ انقلاب، ۲۶ اکتوبر ۲۰۱۶ء)

بچوں کو جرائم کی دہلیز پر پہنچانے کے لیے انٹرنیٹ کا سہارا بھی لیا جاتا ہے۔ انٹرنیٹ پر فحش ویب سائٹس کا چلن عام ہے، جہاں بڑے پیمانے پر فحش مواد رکھا گیا ہے۔ اس کے ذریعے سے بچے جرائم کی طرف راغب ہوتے ہیں۔ بچے جب یہ فحش اور اخلاق سوز سائٹس دیکھتے ہیں تو ان کے دل و دماغ اور ان کے اعصاب پر برے اثرات پڑتے ہیں۔ جس کے نتیجے میں وہ آسانی سے نہ صرف جنسی جرائم کی طرف لپکتے ہیں بلکہ اگر یہ کہا جائے کہ ان کو ترغیب دی جاتی ہے تو بے جا نہ ہوگا۔ ایک سروے کے مطابق زیادہ تر بچے ۱۱ سے ۱۴ سال کی عمر تک اس فحش مواد سے کسی نہ کسی صورت میں متعارف ہو چکے ہوتے ہیں۔ گویا کہ دونوں کام ساتھ ساتھ چلتے ہیں کہ بچوں پر جان بوجھ کر ذہنی تشدد کیا جاتا ہے اور ان پر تشدد کرنے کے لیے سازگار ماحول بھی بنایا جاتا ہے۔

بچوں کے خلاف جرائم اور مظالم کے خلاف اگرچہ کچھ کوششیں ہوتی ہیں لیکن وہ صرف کانفرنسوں تک محدود ہیں۔ ۲۰۱۲ء میں بچوں پر تشدد کے حوالے سے کولمبو میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی، جس میں مندرجہ ذیل تجاویز پیش کی گئیں:

۱- بچوں پر تشدد کی روک تھام کے لیے ٹھوس اقدامات کیے جائیں۔ ۲- ادارہ اور کمپنیوں اور گھروں میں کام کرنے والے بچوں پر تشدد کے خاتمے کے لیے مربوط کوششیں کی جائیں۔ ۳- بچوں کے تحفظ کے لیے مضبوط قانون، پالیسیاں اور ضابطہ اخلاق بنایا جائے۔  
یہ تجاویز تو اپنی جگہ ٹھیک ہیں، لیکن جرائم کے سدباب کے لیے ان میں گہرائی سے کوئی بات نہیں کی گئی۔ یہ قراردادیں جو ان کانفرنسوں میں پاس ہوئی ہیں بس کچھ رسمیات ہیں جن کو پُر کیا جاتا ہے۔ حقوق انسانی کے علم برداروں نے بھی اس اہم مسئلے کو کبھی سنجیدگی سے نہیں لیا ہے۔ وہ بھی کبھی چند قراردادوں سے آگے بڑھنے کی زحمت نہیں اٹھاتے ہیں۔

دنیا میں تین طبقے اس وقت زیادہ مظلوم ہیں: ۱- مزدور طبقہ ۲- خواتین اور ۳- بے سہارا بچے۔ ان تینوں طبقوں کو ظلم و تشدد سے نکالنے کے لیے اور ان کی فلاح و بہبود اور ان کی اصلاح و تربیت کے لیے کوشش کرنا اہم ترین کام ہے۔ اسلام نے ان تینوں طبقوں کی نگہداشت اور ان کی بہتر زندگی کے لیے جدوجہد کی بے حد تاکید کی ہے۔ معاشرہ پُر امن اور صحت مند بھی بن سکتا ہے جب اس میں مزدوروں، یتیموں، بے سہارا بچوں، حاجت مندوں اور مظلوم خواتین کا خاص خیال رکھا جائے۔ ان کی مالی اعانت، تعلیم و تربیت اور ان کو آگے بڑھانے کے لیے جدوجہد کرنا اسلام میں لازم ٹھہرایا گیا ہے۔ اس کے علاوہ بے سہارا بچوں کے غریب رشتہ داروں کو اس بات کا مکلف بنایا گیا ہے کہ ان کے حقوق ادا کیے جائیں اور ان کی تعلیم و تربیت کے نظم و نسق کا اہتمام کیا جائے اگر قریبی رشتہ دار اس ذمہ داری کو ادا نہ کر سکیں تو حکومت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ ظلم و تشدد کے شکار بچوں کی فلاح و بہبود اور ان کی اچھی زندگی کا بندوبست کریں۔ بچوں سے محبت اور شفقت سے پیش آنا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا اسلام کی بنیادی تعلیمات میں سے ہے۔ بچوں کے حقوق ادا نہ کرنا اور ان کے ساتھ محبت و شفقت کے ساتھ پیش نہ آنا قساوت قلب کی علامت ہے۔

انسداد کی تدابیر

دور جدید میں نام نہاد عالم گیریت، گلیمر اور انٹرنیٹ کی سہولیات سے دنیا مزین ہو گئی ہے۔ انٹرنیٹ کی جہاں بہت سی خوبیاں ہیں وہیں اس کے بہت سے منفی اثرات بھی ہیں۔ آج کے اس سائبر کلچر نے گناہوں اور جرائم کو نہایت دل کش بنا کر پیش کیا ہے۔ سائبر کلچر نے نئی برائیوں کو

جنم دیا اور اس کے ذریعے روز بروز جرائم میں اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ دوسری جانب اس کو اتنا آسان بنا دیا گیا ہے کہ ہر فرد کی اس تک رسائی آسان بنا دی گئی ہے۔ جہاں بالغ اور باشعور لوگ اس کی زد میں آجاتے ہیں وہیں بچے بھی آسانی سے اس کا شکار ہو جاتے ہیں۔ کہیں سے بھی اس کو کنٹرول کرنے یا اس کے سدباب کی کوئی راہ بھائی نہیں دے رہی ہے۔

اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا کیا جائے جس سے بچے اس قسم کے جرائم سے محفوظ و مامون رہ سکیں؟

● سب سے پہلے بچوں کو ایسا خوب صورت ماحول فراہم کیا جائے تاکہ وہ گندگیوں اور بُرائیوں کی طرف لپکنے کی کوشش نہ کریں۔ بچے اپنے بڑوں سے سیکھتے ہیں۔ وہ وہی کام کرتے ہیں جو بڑے کرتے ہیں اور وہ وہی رویہ اختیار کرتے ہیں جس کے آئینہ دار بڑے ہوتے ہیں۔ والدین اگر صاف ستھری زندگی اور پاکیزگی سے لیس ہوں تو اس کا براہ راست اثر بچوں پر پڑتا ہے۔ بچے کو اگر کوئی بُری لت لگ جاتی ہے تو محبت و شفقت اور تحفہ و تحائف دے کر سمجھایا جائے اور اگر پھر بھی وہ ہٹ دھرمی اور ضد پر قائم رہے تو ضرورت پڑنے پر ہلکی سی سزا بھی دی جاسکتی ہے۔ بچوں کی اصلاح اور ان کی اخلاقی درستی کی ذمہ داری اسلام نے والدین پر ڈالی ہے۔ اگر والدین اور سرپرست اپنے بچوں کو اچھے اخلاق سے مزین دیکھنا چاہتے ہیں تو ان کو پہلے خود با کردار اور بااخلاق بننا پڑے گا۔ اہل ایمان پر یہ بھی ذمہ داری عائد کی گئی ہے کہ وہ اپنے اہل و عیال کی تعلیم و تربیت کا بھرپور اہتمام کریں تاکہ وہ دوام والی زندگی میں جہنم کی آگ سے محفوظ رہ سکیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، بچاؤ اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہوں گے۔ (التحریم ۶۶:۶۰)

جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت عمرؓ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ ہم اپنے آپ کو بچاتے ہیں، لیکن اپنے اہل و عیال کو کس طرح بچائیں؟ تو آپؐ نے فرمایا: تم ان کو ان امور سے روکو، جن سے اللہ تعالیٰ نے تم کو روکا ہے اور ان باتوں کا ان کو حکم دو جن کا اللہ نے حکم دیا ہے۔ (الجامع الاحکام القرآن)

● والدین کی ذمہ داریوں میں یہ بھی ہے کہ وہ اپنے بچوں کو ٹیلی ویژن، موبائل، فیس بک اور انٹرنیٹ کے غلط استعمال سے دور رکھیں۔ کیونکہ یہ وہ ذرائع ہیں جن کے ذرا سے بھی غلط استعمال

سے بچے بے حیائی اور اور بدکاری جیسی گھناؤنی حرکت میں مبتلا ہو سکتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
 وَلَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلَا مَبْطُنً (الانعام: ۱۵۱) اور کھلی اور چھپی  
 بے حیائی کی باتوں کے قریب مت جاؤ۔

فواحش کے معنی بہت وسیع ہیں اس میں صرف بدکاری ہی شامل نہیں ہے بلکہ بدکاری،  
 بے حیائی اور فواحش کی تمام صورتیں اس میں شامل ہیں۔ بچوں کو حرام کاری، بے حیائی اور جرائم سے  
 محفوظ رکھنے کے لیے گھروں اور اسکولوں میں ایک ایسا ماحول بنایا جائے، جس سے بچوں کی فطری  
 صلاحیتوں کو ابھارنے کے ساتھ ساتھ ان کو عفت و عصمت کی حفاظت اور پاک دامنی کے طریقے  
 بھی سکھائے جائیں۔ ان میں خدا خونی کا عنصر بھی پیدا کیا جائے۔ اس کا عظیم کو صرف والدین اور  
 اساتذہ ہی بہتر انداز سے انجام دے سکتے ہیں لیکن ان کو سب سے پہلے خود مثالی بننا پڑے گا۔  
 والدین کی یہ بھی ذمہ داری ہے کہ وہ اپنے بچوں کو اللہ کی محبت، آخرت کا خوف اور اپنا احتساب کرنا  
 بھی سکھائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”پیروی اس شخص کے راستے کی کر جس نے میری طرف رجوع  
 کیا۔ پھر تم سب کو پلٹنا میری ہی طرف ہے، اس وقت میں تمہیں بتا دوں گا کہ تم کیسے عمل کرتے رہے  
 ہو“۔ (لقمان: ۳۱: ۱۵)

والدین کو خود بھی اور اولاد کو بھی صالح بنانے کی ہدایت کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:  
 اے میرے بیٹے نماز کا اہتمام کرو، نیکی کا حکم دو اور برائی سے روکو اور جو مصیبت تمہیں پہنچے  
 اس پر صبر کرو۔ بے شک یہ باتیں عزیمت کے کاموں میں سے ہیں۔ (لقمان: ۳۱: ۱۸)  
 اپنے گھر والوں کو نماز کا حکم دیں اور خود بھی اس کا اہتمام کریں۔ (طہ: ۲: ۱۳۲)  
 تربیت جتنے اچھے ڈھنگ سے کی جائے گی، اتنا ہی وہ بچے کے لیے مفید رہے گی۔ اللہ کے  
 رسول نے اولاد کی عزت و اکرام کرنے کی بھی تلقین فرمائی ہے تاکہ انہیں غیرت، احساس ذمہ داری،  
 خودداری، حوصلہ اور باکردار زندگی گزارنے کا جوش و جذبہ ملتا رہے۔ اللہ کے رسول نے ارشاد فرمایا:  
 اَكْرِمُوا أَوْلَادَكُمْ وَ أَحْسِنُوا أَدَبَهُمْ (سنن ابن ماجہ) اپنی اولاد کی تکریم کرو،  
 اور ان کی بہتر تربیت کرو۔

بہت سے ناعاقبت اندیش لوگ بچوں کو مزدوری پر لگاتے ہیں اور ان سے پرخطر کام لیتے ہیں جو ان کے بس اور طاقت میں نہیں ہوتا ہے۔ بچوں کو آمدنی کا ذریعہ بنانا اور ان کو بنیادی تعلیم و تربیت سے محروم کرنا انتہائی بے رحمی اور ظلم ہے جو ناقابل تلافی جرم ہے۔ کیونکہ یہی عمران کی شخصیت کی فکری و ذہنی نشوونما کے لیے نہایت اہم ہوتی ہے۔ اس عمر میں اگر ان کی تعلیم و تربیت میں کوتاہی برتی جائے اور ان کی جسمانی نگہداشت اچھی طرح سے نہ کی جائے تو مستقبل میں یہی بچے قوم و ملت کے معمار بننے کے بجائے تخریب کار بن جائیں گے۔ بچوں سے مزدوری کروانا اور ان کے مستقبل کو پامال کرنا خود غرضی کی انتہا ہے۔ بچہ مزدوری دستور ہند میں Fundamental Rights کے تحت استحصال سے محفوظ رہنے کا حق“ (Rights against Exploitation) کے عنوان کے ذیل میں ۱۴ سال سے کم عمر بچوں کے لئے فیکٹریوں، کانوں اور اسی طرح کی مزدوری کے دوسرے راستوں کو ممنوع قرار دیا گیا ہے لیکن اس کے باوجود بچہ مزدوری میں ہر جگہ اضافہ ہی ہوتا جا رہا ہے۔ اسلام میں بچہ مزدوری یا بچوں کو کسب معاش کا ذریعہ بنانے کی کوئی گنجائش نہیں ہے اور اس کو ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا (البقرہ: ۲۸۶) اللہ تعالیٰ تکلیف نہیں دیتا کسی کو مگر جس قدر اس کی گنجائش ہو۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ ان پر ایسا بوجھ نہ ڈالا جائے جس کے وہ متحمل نہ ہوں، کیونکہ ان سے مشقت کا کام لینا جائز نہیں ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: وَلَا تَكْلِفُوا مَا يَغْلِبُهُمْ (بخاری، کتاب الادب) ”اور ان کو ایسے کام کا حکم نہ دو جو ان پر غالب آجائے“۔ ایک اور موقع پر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بچہ پر کمائی کرنے کی مشقت نہ ڈالو اس لیے کہ اگر وہ کبھی کمائی نہ کر سکے تو وہ چوری ضرور کرے گا۔ ظاہری بات ہے جب بچہ مشقت برداشت نہیں کرے گا تو وہ ضرور کوئی دوسرا راستہ تلاش کرے گا جو اس کے لیے نہایت نقصان دہ ثابت ہو سکتا ہے۔ بچوں سے متعلق تصرفات سے بھی روک دیا گیا ہے۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین افراد سے قلم اٹھالیا گیا ہے سوتے شخص سے یہاں تک کہ وہ

بیدار ہو جائے، بچے سے یہاں تک کہ وہ بالغ ہو جائے اور ممنون سے یہاں تک کہ اس کو عقل آ جائے۔ بچے کی نگہداشت، پرورش کرنا اور اس کے لباس و اخراجات کو برداشت کرنا اور باعزت زندگی گزارنے کا اہل بنانا والدین کی ذمہ داری ہے، اس ذمہ داری کو اچھی طرح سے ادا کرنے کی بہت تاکید کی گئی ہے۔

● بچوں کی خرید و فروخت: بچوں کی خرید و فروخت بھی ایک بڑھتا ہوا جرم ہے جو اپنی بڑی ہر جگہ مضبوط کر رہا ہے۔ یہ قومی اور بین الاقوامی سطح پر ایک سلگتا ہوا مسئلہ بن چکا ہے۔ دنیا بھر میں بچوں کی خرید و فروخت ہو رہی ہے اور ان سے مختلف قسم کے جبری کام لیے جاتے ہیں۔ جسم فروشی کی جاتی ہے، بچوں کی چوری، اسمگلنگ اور دھوکہ دہی سے بچوں کو گود لینا بھی اس کی ایک شکل ہے۔ آئے دن اغوا کاری کے حادثات سامنے آتے ہیں۔ بچوں کے جسمانی اعضاء فروخت کرنے کے لیے ان کے اغوا کی سفاکانہ واردات بھی بڑھتی جا رہی ہیں۔ بچوں کی چوری، اغوا اور اسمگلنگ کے بارے میں کچھ قوانین بھی بنائے گئے ہیں لیکن نتیجہ نادر ہے۔ یہاں پر اسلام اہم رول ادا کر سکتا ہے، اگر اس کی تعلیمات پر غور کیا جائے اور ان پر عمل کیا جائے تو یہ انسانی و باآسانی سے ختم ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو معزز بنایا ہے اور اس کی تکریم کرنا ہر ایک پر واجب ٹھہرایا ہے۔ اس کو ناحق قتل کرنا گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح سے اس کی خرید و فروخت چاہے وہ چوری، ڈاکہ زنی اور دھوکہ دہی سے ہو یا برضا و رغبت ہو، اس کی اسلام میں قطعاً اجازت نہیں ہے اور اس کو فعل مذموم اور حرام قرار دیا گیا ہے۔

● قتل اولاد: قتل اولاد بھی ایک بڑی سماجی برائی ہے۔ مختلف آلات کے ذریعے سے شناخت کر کے بچوں کو رحم مادر میں ہی دفن دیا جاتا ہے اور ان کو دنیا کی ہوا کھانے تک کا موقع نہیں دیا جاتا ہے۔ قتل اولاد ایک سنگین جرم ہے اور یہ بہیمانہ جرم بڑی ڈھٹائی سے انجام دیا جاتا ہے۔ اس جرم کے ارتکاب میں ہندوستان سرفہرست ہے اور حیرت کی بات ہے کہ یہ اس جمہوری ملک میں آسانی سے ہو رہا ہے نوبل انعام یافتہ کیلاش ستیا رتی کا یہ کہنا حقیقت پر مبنی ہے کہ:

How can we claim to be the largest democracy in the the world ,when our children are deprived of their right to ply and enjoy childhood

ہندوستان میں بچیوں کے رحم مادر میں قتل کیے جانے کے واقعات میں بہت تیزی سے اضافہ ہو رہا ہے۔ ۲۰۱۱ء کی مردم شماری کے مطابق چھ تا آٹھ سال تک کی بچیوں کا آبادی میں نمایاں فرق سامنے آیا ہے۔ اسلام میں قتل اولاد سے واضح طور پر منع کیا گیا ہے اور اس بھی تک جرم سے باز رہنے کی بار بار تاکید کی گئی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ مِمَّنْ أَمْلَقَ (الانعام ۶: ۱۵۱) اپنی اولاد کو مفلسی کی وجہ سے قتل نہ کرو۔

دوسری جگہ ارشاد ہے:

وَلَا تَقْتُلُوا أَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ إِمْلَاقٍ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَإِيَّاكُمْ إِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ

خَطًّا كَبِيرًا ○ (بنی اسرائیل ۱۷: ۳۱) غربت کے ڈر سے اولاد کو قتل نہ کرو، ہم

انہیں بھی رزق دیں گے اور تمہیں بھی، بے شک ان کا قتل بڑی غلطی ہیں۔

ایک اور جگہ پر قرآن مجید میں شدید الفاظ میں اولاد کو ضائع کرنے کی مذمت کی گئی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ”وہ لوگ انتہائی گھائے میں ہیں جنہوں نے اپنی اولاد کو ناسمجھی میں موت کے گھاٹ اتار دیا“۔